شیعہ اثنا عشری

اور

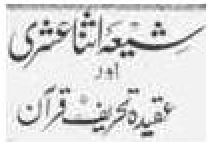
عقیدہ تحریف قرآن

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم

مکتبہ بینات

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی۵

شیعہ اثنا عشری اور عقیدہ تحریف قرآن



مولانا محمد منظور نعمانیؒ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ لکھنؤ

شیعہ اثنا عشری
اور
عقیدہ تحریفِ قرآن

شیعہ اثنا عشریہ کی بنیادی اور مسلّم کتابوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی ایسے یقین کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آئی۔ جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن محرّف ہے اس میں اسی طرح تحریف ہوئی ہے، جیسی اگلی آسمانی کتابوں۔ تورات انجیل وغیرہ میں ہوئی تھی وہ بعینہٖ وہ "کتاب اللہ" نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی تھی۔ اثنا عشریہ کی حدیث کی ان کتابوں میں جن میں ان کے ائمہ معصومین کی روایات جمع کی گئی ہیں (جن پر مذہب شیعہ کا دار و مدار ہے) خود اُن کے اکابر محدثین و مجتہدین کے بیان کے مطابق دو ہزار سے زیادہ ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جن سے قرآن کا محرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور اُن کے اُن علماء و مجتہدین نے جو اثنا عشری مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں اپنی کتابوں میں اعتراف کیا ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور تحریف قرآن پر ان کی دلالت صاف اور صریح ہے، جس میں کوئی ابہام و اشتباہ نہیں ہے اور یہ کہ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اسی مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسری صدی ہجری کے آخر بلکہ چوتھی صدی کے قریبًا نصف تک پوری شیعی دنیا کا یہی عقیدہ رہا۔ اس صدی کے قریبًا وسط میں سب سے پہلے صدوق ابن بابویہ قمی (المتوفی ۳۸۱ھ)

نے اور اس کے بعد پانچویں صدی میں شریف مرتضیٰ (متوفی سنہ ۴۳۶ھ) اور شیخ ابوجعفر طوسی (متوفی سنہ ۴۶۰ھ) نے اور چھٹی صدی ہجری میں ابوجعفر طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان (متوفی سنہ ۵۴۸ھ) نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ وہ قرآن کو عام مسلمانوں کی طرح محفوظ اور غیر محرف مانتے ہیں لیکن شیعی دنیا نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ آئمہ معصومین کی متواتر اور صریح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے رد کر دیا۔ مختلف زمانوں میں شیعوں کے اکابر و اعاظم علماء و مجتہدین نے قرآن کے محرف ہونے کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب جو مطالعہ میں آئی وہ شیعوں کے ایک بڑے مجتہد اور خاتم المحدثین علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب ہے، جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" یہ عربی زبان میں باریک قلم سے لکھی ہوئی قریباً چار سو صفحات کی کتاب ہے۔ اس کے مصنف نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن میں ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے۔ دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں، اس کے علاوہ ان کتابوں کی طویل فہرست دی ہے جو مختلف زمانوں میں شیعہ اثنا عشریہ کے اکابر علماء و مجتہدین نے موجودہ قرآن کو محرف ثابت کرنے کے لئے لکھی ہیں، اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک و شبہ نہیں رہتا کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ قرآن پاک کے بارے میں یہی ہے کہ اس میں تحریف ہوئی ہے اور ہر طرح کی تحریف ہوئی اور اثنا عشری فرقہ کے جن لوگوں نے خاص کر جن علماء مصنفین نے تحریف کے عقیدہ سے انکار کیا ہے، اس کی سمجھ میں آنے والی کوئی توجیہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے یہ انکار کچھ مصلحتوں کے تقاضے سے کیا ہے۔ یعنی تقیہ کیا ہے (یہ بات خود شیعوں کے اکابر علماء و مجتہدین نے لکھی ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو جائے گا)۔

یہ کتاب مصنف نے تیرہویں صدی کے آخر میں اس وقت لکھی تھی جب شیعہ اثنا عشریہ کے بہت سے علماء نے از راہ مصلحت یعنی قرآن پاک میں تحریف کے اپنے عقیدہ سے انکار کی پالیسی اختیار کر لی تھی۔ علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی نے اس کو ائمہ معصومین اور اثنا عشری مذہب سے انحراف سمجھا، اور اس کی تردید ضروری سمجھی اور یہ کتاب لکھی یہ کتاب مصنف کی زندگی

ہی میں ایران میں طبع ہوئی تھی اسی کا عکس لے کر حال ہی میں پاکستان میں اس کو طبع کر دیا گیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب نے کسی شیعہ کے لئے تحریف کے عقیدہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے، اس کے چند اقتباسات بھی انشاء اللہ آئندہ صفحات میں پیش کئے جائیں گے پہلے اثنا عشریہ کی حدیث کی معتبر ترین کتابوں سے اُن کے ائمہ معصومین کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن میں صراحت کے ساتھ قرآن پاک میں تحریف اور تغییر و تبدیل کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن میں تحریف کے بارے میں ائمہ معصومین کے ارشادات

(۱) سورہ بقرہ کے شروع ہی میں آیت ۲۳ ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

اس آیت کے بارے میں شیعوں کی اصح الکتب "اصول کافی" میں ان کے پانچویں امام معصوم امام باقر کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

نزل جبرئیل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھکذا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ (اصول کافی ص۲۶۲)

جبرئیل امین یہ آیت اس طرح لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے تھے، وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فِيْ عَلِيٍّ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن لوگوں نے موجودہ قرآن کو مرتب کیا یا کرایا (یعنی حضرات خلفائے ثلاثہؓ) انہوں نے اس آیت میں سے "فی علی" کے الفاظ نکال دیئے۔

(۲) سورۂ طٰہٰ کی آیت ۱۱۵ اس طرح ہے وَلَقَدْ عَهِدْنَا اِلٰى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ...

اصول کافی میں روایت ہے کہ اثنا عشریہ کے چھٹے "امام معصوم" جعفر صادق نے قسم کھا کر فرمایا

کہ خدا کی قسم یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔

ولقد عهدنا الى آدم من قبل كلمات فى محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين والائمة من ذريتهم فنسى ... هكذا والله انزلت على محمد صلى الله عليه وآله (اصول کافی ص ۲۶۳)

مطلب یہ ہوا کہ اس آیت میں سے پورا خط کشیدہ حصہ نکال دیا گیا ہے۔

(۳) سورۂ احزاب کے آخری رکوع میں آیت ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۞

اصول کافی ہی میں روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی

ومن يطع الله ورسوله فى ولاية على والائمة من بعده فقد فاز فوزا عظيما۔ مطلب یہ ہوا کہ اس آیت میں سے فى على والائمة من بعده کے الفاظ نکال دیئے گئے۔ (اصول کافی ص ۲۶۲)

(۴) موجودہ قرآن پاک میں سورہ نساء کی آیت ۱۷۰ اس طرح ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۞

اصول کافی میں ہے کہ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے ارشاد فرمایا۔

نزل جبرئيل بهذه الاية هكذا ... يا ايها الناس قد جاءكم الرسول بالحق من ربكم فى ولاية على فامنوا خيرا لكم وان تكفروا بولاية على فان لله ما فى السموات وما فى الارض (اصول کافی ۲۶۴)

امام باقر کے اس ارشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں "فى ولاية على" اور "بولاية على" کے الفاظ تھے اور اس طرح اس میں امیر المومنین علی کی ولایت وامامت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا تھا اور اس کے انکار کو کفر قرار دیا گیا تھا۔ لیکن موجودہ قرآن کو محرّ

کر کے امت کے سامنے پیش کرنے والوں (خلفائے ثلاثہ) نے آیت میں سے یہ الفاظ نکال دیئے ۔

اثنا عشریہ کی اسی اصح الکتب " اصول کافی " سے اس طرح کی روایتیں بڑی تعداد میں پیش کی جاسکتی ہیں جن میں ان کے ائمہ معصومین نے قرآنی آیات میں اس طرح کی تحریف اور قطع و برید کا قسمیں کھا کھا کے دعویٰ فرمایا ہے یہاں اس سلسلہ کی صرف ایک ہی روایت اور ملاحظہ فرمائی جائے ۔

عن ھشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبرئیل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف آیۃ (اصول کافی ۶۷۱)

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے، اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیتیں تھیں ۔

موجودہ قرآن پاک میں خود شیعہ مصنفین کے لکھنے کے مطابق کل آیات چھ ہزار سے کچھ ہی اوپر ہیں (ساڑھے چھ ہزار بھی نہیں ہیں) لیکن امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اصلی قرآن جو جبرئیل علیہ السلام لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں ۔ مطلب یہ ہوا کہ موجودہ قرآن کو مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنے والوں نے دو تہائی کے قریب قرآن غائب کر دیا ۔ اصول کافی کے شارح علامہ قزوینی نے اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے ۔

مراد اینست کہ بسیارے از آن قرآن ساقط شدہ ودر مصاحف مشہورہ نیست ۔ (صافی شرح اصول کافی جز ششم ص۵، طبع لکھنؤ)

امام جعفر صادق کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اصل قرآن میں سے بہت سا حصہ ساقط اور غائب کر دیا گیا اور وہ موجودہ قرآن کے مشہور نسخوں میں نہیں ہے ۔

اصول کافی کی یہ صرف پانچ روایتیں نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اسی کتاب سے اس طرح کی روایتیں بڑی تعداد میں پیش کی جا سکتی ہیں، اب آپ حضرات کی خدمت میں اثنا عشریہ کی بعض دوسری معتبر کتابوں سے بھی اُن کے ائمہ معصومین کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن میں قرآن میں تحریف اور قطع برید کی بات صفائی اور صراحت سے فرمائی گئی ہے۔

"تفسیر عیاشی" شیعوں کی قدیم، مستند ترین تفسیر ہے اس کے حوالہ سے "تفسیر صافی" میں امام باقر کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

لولا انه زید فی القرآن ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی (تفسیر صافی جلد اول ص ۱۱۔ طبع ایران)

اگر قرآن میں زیادتی اور کمی نہ کی گئی ہوتی تو کسی عقل رکھنے والے پر ہم ائمہ کا حق پوشیدہ نہ رہتا۔

اور اسی صفحہ پر "تفسیر عیاشی" کے حوالہ سے امام جعفر صادق کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

لو قرء القرآن کما انزل لالفیتنا فیه مسمّین (تفسیر صافی جلد اول ص ۱۱)

اگر قرآن اسی طرح پڑھا جاتا۔ جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہم ائمہ کا تذکرہ نام بنام پاتے۔

پانچویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر شیعہ محدث و فقیہ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی کتاب "الاحتجاج" بھی مذہب شیعہ کی خاص معتمد اور معتبر کتابوں میں سے ہے اس میں روایت ہے کہ ایک زندیق نے قرآن پاک پر اپنے چند اعتراضات امیر المومنین علی علیہ السلام کے سامنے پیش کئے آپ نے اُن سب کے جوابات دیئے۔ اُن میں اس زندیق کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ سورہ نساء کی آیت "

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ ..... الآیۃ

نحوی قاعدہ سے جملہ شرطیہ ہے۔ لیکن شرط و جزاء میں جو جوڑ اور ربط ہونا چاہئے۔ وہ اس آیت میں بالکل نہیں ہے امیر علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔

هو مما قدمت ذکره من اسقاط المنافقین من القرآن وبین القول

یہ اسی قبیل سے ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ منافقین نے قرآن میں سے بہت کچھ ساقط کر دیا

فی الیتامیٰ وبین نکاح النساء من الخطاب والقصص اکثر من ثلث القرآن۔

(احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۴ طبع نجف اشرف)

ہے اور اس آیت میں (یہ تصرف ہوا ہے کہ) ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ۔ اور فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ کے درمیان ایک تہائی سے زیادہ قرآن تھا۔ جس میں خطاب تھا اور قصص تھے۔ منافقین نے وہ سب ساقط اور غائب کر دیا۔

"احتجاج طبرسی" کی اسی روایت میں ہے کہ اس زندیق کے بعض دوسرے اعتراضات کے جواب میں بھی امیر علیہ السلام نے یہی تحریف والی بات فرمائی۔ لیکن ان سب کا نقل کرنا غیر ضروری ہے تحریف سے متعلق "ائمہ معصومین" کی روایات کے اس سلسلہ کو اسی پر ختم کیا جاتا ہے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اثنا عشریہ کے اکابر محدثین و مجتہدین کے بیان کے مطابق ان کی حدیث کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ ائمہ معصومین کی روایات ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔

اب اس مسئلہ سے متعلق چند ان اکابر علمائے شیعہ کے بیانات پیش کئے جاتے ہیں جو شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ شیعوں کے عظیم المرتبت محدث و فقیہ سید نعمت اللہ الموسوی الجزائری نے اپنی کتاب "الانوار النعمانیہ" میں اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے کلام کیا ہے اور صفائی اور صراحت کے ساتھ اور مدلل طور پر بتلایا ہے کہ موجودہ قرآن کے بارے میں اثنا عشریہ کا کیا عقیدہ ہے، قرآن مجید کی قراءات سبعہ (وہ سات قرائتیں) جو شیعوں کے علاوہ ساری امت مسلمہ کے نزدیک متواتر ہیں اور ان کا یہ تواتر ہی مسلمانوں کے اس ایمان و یقین کی بنیاد ہے کہ موجودہ قرآن بعینہٖ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور آپ سے امت کو ملا۔ ان قراءات سبعہ کے تواتر کا انکار کرتے ہوئے شیعوں کے یہ جلیل القدر محدث و فقیہ نعمت اللہ الجزائری تحریر فرماتے ہیں۔

ان تسلیم تواترھا عن الوحی الالٰہی

(مطلب یہ ہے کہ) ان قراءات سبعہ کو متواتر تسلیم

وکون الکل قد نزل بہ الروح الامین یفضی الی طرح الاخبار المستفیضة بل المتواترة الدالة بصریحها علی وقوع التحریف فی القرآن کلاماً ومادة واعراباً مع ان اصحابنا رضوان اللہ علیہم قد اطبقوا علی صحتها والتصدیق بها ۔ نعم قد خالف فیها المرتضی والصدوق والشیخ الطبرسی وحکموا بان مابین دفتی ھذا المصحف ھو القرآن المنزل لا غیر ولم یقع فیہ تحریف ولا تبدیل ۔

کرنے اور اس کو بعینہٖ وحی الٰہی اور جبریل امین کے ذریعہ نازل شدہ مان لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ائمہ معصومین کی ان تمام مشہور بلکہ متواتر حدیثوں کو جو صفائی اور صراحت کے ساتھ بتلاتی ہیں کہ قرآن میں اس کی عبارتوں اور اس کے کلمات اور اعراب میں بھی تحریف ہوئی ہے (ان سب حدیثوں کو) نامعتبر قرار دے کر رد کر دینا پڑے گا ۔ حالانکہ صورتحال یہ ہے کہ ہمارے اکابر ومشائخ متقدمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور تحریف کے بارہ میں جو کچھ ان میں بتلایا گیا ہے وہ برحق اور واقعہ کے مطابق ہے اور ہم اس کو مانتے ہیں ہاں ہمارے مشائخ متقدمین میں سے شریف مرتضیٰ اور صدوق اور شیخ طبرسی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی موجودہ قرآن بعینہٖ وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور اس میں کسی طرح کی تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے ۔

آگے سید نعمت اللہ الجزائری صفائی کے ساتھ لکھتے ہیں :-

والظاھر ان ھذا القول صدر منہم لاجل مصالح کثیرة

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہمارے ان حضرات (شریف مرتضیٰ، صدوق، شیخ طبرسی)

كيف وهؤلاء الاعلام رووا في مؤلفاتهم اخبارا كثيرة تشتمل على وقوع تلك الامور في القرآن وان الآية هكذا انزلت ثم غيرت الى هذا ۔

نے یہ بات بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے (اپنے عقیدہ اور ضمیر کے خلاف) کہی ہے یہ ان کا عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑی تعداد میں وہ حدیثیں روایت کی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن میں مذکورہ بالا ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے اور یہ کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔ پھر اس میں یہ تبدیلی کر دی گئی ۔

سید نعمت اللہ الجزائری اسی سلسلہ کلام میں (اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے اور موجودہ قرآن بعینہٖ وہ کتاب اللہ نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی) آگے لکھتے ہیں :-

انه قد استفاض في الاخبار ان القرآن كما انزل لم يؤلفه الا امير المؤمنين عليه السلام بوصية من النبي صلى الله عليه وآله فبقي بعد موته ستة اشهر مشتغلا بجمعه فلما جمعه كما انزل اتى به الى المتخلفين بعد رسول الله صلى الله عليه وآله فقال هذا كتاب الله

بہت سی حدیثوں میں جو درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں یہ وارد ہوا ہے کہ قرآن جس طرح نازل ہوا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وصیت کے مطابق صرف امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کی وفات کے بعد پورے چھ مہینے اسی میں مشغول رہ کر جمع کیا تھا ۔ جب آپ نے اس کو جمع کر لیا تو اس کو لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المومنین کی امامت و خلافت سے منحرف ہو کر خلیفہ بن گئے تھے ۔ آپ نے ان

كما انزل فقال له عمر بن الخطاب لا حاجة بنا اليك ولا الى قرانك ...... فقال لهم علي عليه السلام لن تروه بعد هذا اليوم ولا يراه احد حتى ظهر ولدي المهدي عليه السلام وفي ذالك القرآن زيادات كثير وهو خال من التحريف۔

سے فرمایا کہ یہ بجنسہٖ وہ کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئی تھی تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ ہم کو تمہاری اور تمہارے اس قرآن کی ضرورت نہیں تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد تم اس کو کبھی نہ دیکھ سکوگے اور کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اس وقت تک کہ جب میرے بیٹے مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا وہ اس قرآن کو ظاہر کرے گا، اس میں بہت سی زیادتیاں ہیں اور وہ تحریف سے بالکل خالی ہے۔

سید نعمت اللہ الجزائری نے آگے کلینی کی اصول کافی سے وہ روایت بھی نقل کی ہے جس میں امام جعفر صادقؑ کی روایت سے یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے، جس کے آخر میں یہ بھی ہے۔

فاذا قام قرأ كتاب الله على حده واخرج المصحف الذي كتبه علي عليه السلام۔

جب مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ کتاب اللہ قرآن کو اس کی صحیح صورت میں پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے جو علی علیہ السلام نے لکھا تھا۔

جزائری نے پوری روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

والاخبار الواردة بهذا المضمون كثيرة جدا۔

اور اس مضمون کی جو حدیثیں روایت کی گئی ہیں اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

اسی سلسلہ کلام میں سید نعمت اللہ الجزائری نے " امیر المومنین علی علیہ السلام " کے جمع

کئے ہوئے اور لکھے ہوئے قرآن کے بارے میں اپنے ائمہ معصومین کی روایات کی روشنی میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جب ہمارے مولا صاحب الزمان (مہدی) ظاہر ہوں گے۔

فیرتفع هذا القرآن من ایدی الناس الی السماء و یخرج القرآن الذی الفه امیرالمؤمنین علی علیه السلام۔	تو موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ کسی کے بھی ہاتھ میں (اس کا نسخہ) نہیں رہے گا اور صاحب الزمان (مہدی) اس قرآن کو نکال کر پیش فرمائیں گے، جس کو امیرالمومنین علیہ السلام
(الانوار النعمانیہ جلد دوم ص ۳۵۷ تا ۳۶۴ طبع ایران)	نے جمع اور مرتب فرمایا تھا۔

سید نعمت اللہ الموسوی الجزائری شیعہ اثنا عشریہ کے عظیم المرتبت محدث و فقیہ ہیں۔[1] انہوں نے اپنے اس بیان میں پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ مندرجہ ذیل باتوں کا اعتراف بلکہ دعویٰ کیا ہے۔

(۱) یہ کہ قراءات سبعہ (وہ ساتوں قراءتیں) جن کے تواتر کی بنیاد پر موجودہ قرآن کو متواتر اور یقینی طور پر کتاب اللہ مانا جاتا ہے متواتر نہیں ہیں۔ لہٰذا موجودہ قرآن بھی متواتر نہیں ہے اور وحی الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تواتر ثابت نہیں ہے۔

(۲) ہمارے ائمہ معصومین کی وہ روایتیں جو بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں ہر طرح کی تحریف

---

[1] "الانوار النعمانیہ" کے شروع میں "ترجمۃ المؤلف" کے زیر عنوان ۷ صفحات میں سید نعمت اللہ الجزائری کا تذکرہ ہے۔ اس میں موصوف کے بارے میں ان اکابر و اعاظم علمائے شیعہ کے بیانات نقل کئے گئے ہیں جو بلاشبہ شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان سب کے بیانات اس پر متفق ہیں کہ سید نعمت اللہ الجزائری اثنا عشریہ کے نہایت بلند پایہ عالم و مصنف، جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث و فقیہ ہیں۔

(ملاحظہ ہو "الانوار النعمانیہ" ص ی زیر عنوان جمل الثناء علیہ)

ہوتی ہے متواتر ہیں اور تحریف پر ان کی دلالت صاف اور صریح ہے جس میں کوئی ابہام واشتباہ نہیں ہے۔

(۳) ہمارے اصحاب (یعنی اثنا عشری فرقہ کے اکابر و مشائخ متقدمین) کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ تحریف کی یہ روایتیں صحیح ہیں اور وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں یعنی انہی روایات کے مطابق اُن کا عقیدہ ہے۔

(۴) ہمارے علماء متقدمین میں سے شریف مرتضیٰ، صدوق اور شیخ طبرسی نے اس سے اختلاف ظاہر کیا ہے اور موجودہ قرآن کو ہی اصل قرآن کہا ہے اور اس میں تحریف اور کسی تبدیلی کے واقع ہونے سے انکار کیا ہے، لیکن یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ انہوں نے بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے (یعنی تقیہ کیا ہے)

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ ہمارے زمانے کے شیعہ علماء و مجتہدین نے بھی بالعموم تحریف کے عقیدہ سے انکار کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے، لیکن حقیقت وہی ہے جو آن کے اس عظیم المرتبت محدث اور مجتہد نے صفائی کے ساتھ ظاہر کی ہے۔

(۵) اصل قرآن وہ تھا اور وہی ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جمع اور مرتب کیا تھا۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت پر غاصبانہ طور پر قبضہ کرنے والوں نے اس کو قبول نہیں کیا تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس قرآن کو کسی کو بھی نہ دکھانے کا فیصلہ کر لیا (وہ رازدارانہ طور پر ایک امام سے دوسرے امام کو منتقل ہوتا رہا اور اب وہ بارہویں امام غائب (مہدی) کے پاس ہے (جو غار میں روپوش ہیں) اس میں موجودہ قرآن کے مقابلہ میں زیادات ہیں (یعنی ایسے بہت سے مضامین ہیں جو موجودہ قرآن میں نہیں ہیں) جب وہ (مہدی) ظاہر ہوں گے تو وہ اسی اصل اور مکمل قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے اور اس وقت موجودہ قرآن کے سارے نسخے آسمان کی طرف اٹھالئے جائیں گے۔ کسی کے ہاتھ میں اس کا کوئی نسخہ نہیں بچے گا

موجودہ قرآن مجید کے بارے میں یہ ہے شیعہ اثنا عشریہ کا اصل عقیدہ جو ان کے اس جلیل القدر محدث وفقیہ نے صفائی کے ساتھ اور اپنے نزدیک مدلل طور پر بیان کیا ہے۔

اس کے بعد شیعوں کے ایک دوسرے عظیم المرتبت محدث اور مجتہد علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" سے چند عبارتیں آپ حضرات کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے۔ موجودہ قرآن کو محرف ثابت کرنا ہے یہ چار سو صفحے کی ضخیم کتاب ہے اس کے مصنف نے اپنے دعوے کے ثبوت میں شیعی نقطہ نظر سے دلائل کے گویا انبار لگا دیئے ہیں۔ اگر اس میں سے وہ عبارتیں نقل کی جائیں جو یہاں نقل کرنے کے لائق ہیں تو کم از کم پچاس صفحات پر آئیں گی لیکن یہاں صرف چند ہی عبارتیں نقل کی جائیں گی۔

قرآن میں تورات و انجیل ہی کی طرح تحریف ہوئی ہے

مصنف نے نمبروار وہ دلائل پیش کئے ہیں جن سے ان کے نزدیک قرآن میں تحریف کا ہونا ثابت ہوتا ہے اس سلسلہ میں ۴ پر انہوں نے ان روایات کا حوالہ دیا ہے جو یہ بتلاتی ہیں کہ قرآن میں اسی طرح تحریف ہوئی ہے جس طرح تورات وانجیل میں ہوئی تھی، اس سلسلہ کلام کو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الامر الرابع ذکر اخبار خاصة فيها دلالة او اشارة على كون القرآن كالتوراة والانجيل فى وقوع التحريف والتغيير فيه وركوب المنافقين الذين استولوا على الامة فيه طريقة بنى اسرائيل

اور چوتھی بات ہے اثنا عشریہ کی اُن روایات کا ذکر جو صراحتہً یا اشارةً یہ بتلاتی ہیں کہ تحریف اور تغیر و تبدل کے واقع ہونے میں قرآن، تورات اور انجیل ہی کی طرح ہے، اور جو یہ بتلاتی ہیں کہ جو منافقین امت پر غالب آگئے اور حاکم بن گئے تھے (ابوبکر وعمر وغیرہ) وہ قرآن میں

فيهما وهي حجة مستقلة لاثبات المطلوب (فصل الخطاب)

تحریف کرنے کے بارے میں اسی راستہ پر چلے جس راستہ پر چل کر بنی اسرائیل نے توراۃ وانجیل میں تحریف کی تھی اور یہ ہمارے دعوے (یعنی تحریف) کے ثبوت کی مستقل دلیل ہے۔

آگے مصنف نے اکابر علماء شیعہ کی کتابوں کے حوالہ سے کئی صفحوں میں وہ روایات نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن میں اسی طرح کی تحریف کی گئی جیسی تحریف حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ وانجیل میں کی گئی تھی۔

متقدمین علماء شیعہ سب ہی تحریف کے قائل ومدعی ہیں صرف چار وہ ہیں جنہوں نے تحریف سے انکار کیا ہے

علامہ نوری طبرسی نے اسی فصل الخطاب میں زیر عنوان "المقدمة الثالثة" (تیسرا مقدمہ) لکھا ہے کہ ہمارے علماء میں اس مسئلہ میں کہ قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل ہوا ہے یا نہیں۔ دو قول مشہور ہیں پھر اس کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الاول وقوع التغيير والنقصان فيه وهو مذهب الشيخ الجليل علي بن ابراهيم القمي شيخ الكليني في تفسيره صرح ذالك في اوله وملأ كتابه من اخباره مع التزامه في اوله بان لايذكر فيه

پہلا قول یہ ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل ہوا ہے اور کمی ہوئی ہے (یعنی کچھ حصہ اس میں سے ساقط اور غائب کیا گیا ہے اور یہ مذہب ہے ابوجعفر یعقوب کلینی کے شیخ علی بن ابراہیم قمی کا۔ انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع ہی میں اس کو صراحت اور صفائی سے لکھا ہے اور اپنی کتاب کو تحریف ثابت

الا ما رواه مشائخه وثقاته و
مذهب تلميذه ثقة الاسلام
الكليني رحمه الله على
ما نسبه اليه جماعة لنقله
الاخبار الكثيرة الصريحة في
هذا المعنى في كتابه الحجة
خصوصا في باب النكت والنتف
من التنزيل والروضة من
غير تعرض لردها او تاويلها ۔

(فصل الخطاب ص ۲۵)

کرنیوالی) روایات سے بھر دیا ہے اور انہوں نے اس کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی اس کتاب میں وہی روایات ذکر کریں گے جن کو وہ اپنے مشائخ اور ثقہ حضرات سے روایت کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے ان کے شاگرد ثقۃ الاسلام کلینی رحمۃ اللہ کا) جیسا کہ علماء کی ایک جماعت نے ان کی طرف اس کی نسبت کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب "الجامع الکافی" کتاب الحجۃ میں اور بالخصوص اس کے "باب النکت والنتف من التنزیل" اور "کتاب الروضہ" میں بہت بڑی تعداد میں وہ روایات (ائمہ معصومین سے) نقل کی ہیں جو صراحۃً تحریف پر دلالت کرتی ہیں پھر نہ تو انہوں نے ان روایات کو رد کیا ہے اور نہ ان کی کوئی تاویل کی ہے ۔

اس عبارت میں علامہ نوری طبرسی نے تحریف کے قائل علمائے متقدمین میں سے سب سے پہلے صرف ان دو کا ذکر کیا ہے (ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے شیخ علی بن ابراہیم قمی) واضح رہے کہ یہ دونوں حضرات وہ ہیں جنہوں نے (شیعی نظریہ کے مطابق) غیبت صغریٰ[1] کا پورا زمانہ پایا ہے بلکہ ان کے تذکرہ نویسوں کے بیان کے مطابق ان دونوں نے گیارہویں امام - امام حسن عسکری کا

---

[1] یعنی وہ زمانہ جبکہ شیعی عقیدہ کے مطابق امام غائب کے پاس ان کے سفیروں اور ایجنٹوں کی خفیہ آمد و رفت ہوتی تھی (تفصیل اس عاجز کی کتاب "ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت" صفحہ ۱۴۶ پر دیکھی جا سکتی ہے -

کا بھی کچھ زمانہ پایا ہے [1]

اس کے بعد علامہ طبرسی نے پورے پانچ صفحے میں دوسرے ان متقدمین اکابر علمائے شیعہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنی تصانیف میں تحریف اور تغیر و تبدل کا دعویٰ کیا ہے، انکی تعداد تیس چالیس سے کم نہ ہوگی زیادہ ہی ہوگی۔ اس سب کے بعد مصنف نوری طبرسی نے لکھا ہے:-

ومن جميع ما ذكرنا ونقلنا بتتبعي القاصر يمكن دعوى الشهرة العظيمة بين المتقدمين وانحصار المخالفين فيهم باشخاص معينين يأتي ذكرهم قال السيد المحدث الجزائري في الانوار ما معناه ان الاصحاب قد اطبقوا على صحة الاخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها على وقوع التحريف في القرآن كلاماً ومادةً واعراباً والتصديق بها نعم خالف فيها المرتضى والصدوق والشيخ الطبرسي - (فصل الخطاب)

اور ہم نے اپنی محدود تلاش اور محدود مطالعہ سے (تحریف کے بارے میں شیعہ اکابر علمائے متقدمین کے جو اقوال نقل کئے) ان کی بنیاد پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے علمائے متقدمین کا یہی مذہب عام طور سے مشہور تھا (کہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی ہوئی ہے) اور اس کے خلاف رائے رکھنے والے بس چند متعین اور معلوم افراد تھے جن کا ناموں کے ساتھ ابھی ذکر آجائے گا (آگے مصنف نوری طبرسی نے سید نعمت اللہ الجزائری کی کتاب الانوار النعمانیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا) ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ مشہور بلکہ متواتر روایات جو صراحۃً بتلاتی ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی اس کی عبارت میں بھی اس کے الفاظ اور اعراب

---

[1] اصول کافی کے آخر میں اس کے مؤلف محمد بن یعقوب رازی کلینی کا تذکرہ ہے اس میں لکھا ہے کہ فالظاہر انہ رضی اللہ عنہ ادرک تمام الصغریٰ بل بعض ایام العسکری علیہ السلام ایضاً۔
(اصول کافی طبع لکھنؤ صفحہ ۶۹۵)

ہیں بھی وہ روایات صحیح ہیں اور ان روایات کی تصدیق (یعنی ان کے مطابق عقیدہ رکھنے) میں بھی ہمارے اصحاب کے درمیان اتفاق ہے۔ ہاں اس میں صرف شریف مرتضیٰ اور صدوق اور شیخ طبرسی نے اختلاف کیا ہے۔

آگے اختلاف کرنے والوں میں مصنف نے ان تین حضرات کے علاوہ چوتھا نام ابوجعفر طوسی کا بھی ذکر کیا ہے اور تحریف سے انکار کے سلسلہ میں ان سب کی عبارتیں نقل کر کے مصنف نے سب کا جواب دیا ہے۔

ملحوظ رہے کہ یہ چاروں حضرات، ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے شیخ علی بن ابراہیم قمی سے کافی متاخر ہیں پھر ان میں سب سے متاخر ابو علی طبرسی ہیں (ان کا سنہ وفات ۵۴۸ھ ہے) انہوں نے تحریف سے انکار کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا تھا اس کا جواب دینے کے بعد مصنف علامہ نوری طبرسی نے لکھا ہے۔

والی طبقته لم یعرف الخلاف صریحا الا من هذه المشائخ الاربعة۔
(فصل الخطاب ص ۳۴)

اور ابو علی طبرسی کے طبقہ تک یعنی چھٹی صدی ہجری کے وسط تک الا چار مشائخ کے سوا کسی کے متعلق بھی معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس مسئلہ میں (تحریف) اختلاف کیا ہو (یعنی قرآن میں تحریف ہونے سے صراحت کے ساتھ انکار کیا ہو)۔

راقم سطور نے عرض کیا تھا کہ مصنف نے اپنے عقیدہ اور نقطۂ نظر کے مطابق قرآن میں تحریف واقع ہونے پر دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں دلیل ۱۲ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تحریف کی روایتیں دو ہزار سے زیادہ!

الدلیل الثانی عشر الاخبار الواردة فی الموارد المخصوصة من

بارہویں دلیل ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جو قرآن کے خاص خاص مقامات کے بارے میں

القرآن الدالة على تغيير
بعض الكلمات والآيات والسور
باحدى الصور المتقدمة
وهي كثيرة جداً حتى قال السيد
نعمت الله الجزائري في بعض
مؤلفاته كما حكى عنه
ان الاخبار الدالة على ذالك
تزيد على الفي حديث وادعى
استفاضتها جماعة كالمفيد
والمحقق الداماد والعلامة
المجلسي وغيرهم بل الشيخ
ايضا صرح في التبيان
بكثرتها بل ادعى تواترها
جماعة ياتي ذكرهم ـ
(فصل الخطاب ص۲۲)

وارد ہوئی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بعض
کلمات اور اس کی آیتوں اور سورتوں میں ان صورتوں
میں سے کسی ایک صورت کی تبدیلی کی گئی ہے
جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ روایات
بہت زیادہ ہیں یہاں تک کہ ہمارے (جلیل القدر
محدث) سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض
تصانیف میں فرمایا ہے جیسا کہ ان سے نقل کیا
گیا ہے کہ قرآن میں اس تحریف اور تغیر و تبدل کو
بتلانے والی ائمہ اہل بیت کی حدیثوں کی تعداد
دو ہزار سے زیادہ ہے اور ہمارے اکابر علماء
کی ایک جماعت نے مثلاً شیخ مفید اور محقق
داماد اور علامہ مجلسی نے ان حدیثوں کے
مستفیض اور مشہور ہونے کا دعویٰ کیا ہے
اور شیخ طوسی نے بھی تبیان میں بصراحت
لکھا ہے کہ ان روایتوں کی تعداد بہت زیادہ
ہے، بلکہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے جن کا آگے ذکر آئے گا، ان روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے ـ

روایات تحریف کا دعویٰ کرنے والے اکابر شیعہ

پھر کتاب کے آخر میں ان اکابر و اعاظم علمائے شیعہ کا مصنف نے ذکر کیا ہے جنہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل کی روایتیں متواتر ہیں اور بلاشبہ ان کا یہ دعویٰ شیعہ حضرات کی کتب حدیث کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے ـ مصنف رقمطراز ہیں ـ

وقد ادعی تواتره (ای تواتر وقوع التحریف والتغییر والنقص، جماعة منهم المولی محمد صالح فی شرح الکافی حیث قال فی شرح ما ورد "ان القرآن الذی جاء به جبرئیل الی النبیؐ سبعة عشر الف آیة وفی روایة سلیم ثمانیة عشر الف آیة" ما لفظه و اسقاط بعض القرآن و تحریفه ثبت من طرقنا بالتواتر معنی کما یظهر لمن تامل فی کتب الاحادیث من اولها الی آخرها۔ ومنهم الفاضل قاضی القضاة علی بن عبد العالی علی ما حکی عنه السید فی شرح الوافیه۔

اور قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل اور اس کو ناقص کیے جانے (کی روایات کے) متواتر ہونے کا دعوی کیا ہے ہمارے اکابر علما کی ایک جماعت نے انہیں سے ایک مولانا محمد صالح ہیں۔ انہوں نے کافی کی شرح میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "جو قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیتیں تھیں (اور اسی حدیث کی سلیم کی روایت میں بجائے سترہ ہزار کے اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) آیات بتلائی گئی ہیں) اس حدیث کی شرح میں مولانا محمد صالح نے فرمایا ہے "اور قرآن میں تحریف اور اس کے بعض حصوں کا ساقط کیا جانا، ہمارے طریقوں سے تواتر معنوی ثابت ہے جیسا کہ ہر اس شخص پر ظاہر ہے جس نے ہماری حدیث کی کتابوں کا اول سے آخر تک غور سے مطالعہ کیا ہے۔

اور انہی علماء میں سے (جنہوں نے قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کی حدیثوں کے متواتر ہونے کا دعوی کیا ہے) ایک قاضی القضاة علی بن عبد العالی بھی ہیں جیسا کہ جناب سید نے شرح وافیہ میں ان سے نقل کیا ہے۔ اور انہی میں سے ایک شیخ محدث جلیل ابو الحسن الشریف ہیں انہوں نے بھی اپنی تفسیر کے مقدمات میں ان روایات کے معنوی تواتر کا دعوی کیا ہے۔

ومنهم العلامة المجلسي قال
في مرآة العقول في شرح باب انه
لم يجمع القرآن كله الا الائمة
عليهم السلام بعد نقل كلام
المفيد ما لفظه والاخبار من
طرق الخاصة والعامة في
النقص والتغيير متواترة و
بخطه على نسخة صحيحة
من الكافي كان يقرءها على
والده وعليها خطهما في
آخر كتاب فضل القرآن عند قول
الصادق القرآن الذي جاء به
جبرئيل على محمد سبعة عشر
الف آية "ما لفظه" لا يخفى
ان هذا الخبر وكثير من
الاخبار الصحيحة صريحة
في نقص القرآن وتغييره وعندي
ان الاخبار في هذا الباب متواترة
معنى وطرح جميعها يوجب
رفع الاعتماد عن الاخبار رأساً
بل ظني ان الاخبار في هذا الباب

اور ہمارے انہی علماء کبار میں سے جنہوں نے
تحریف کی روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ
کیا ہے) ایک علامہ مجلسی بھی ہیں، انہوں نے
اپنی کتاب "مرآۃ العقول" میں اصول کافی کے
باب "انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ علیہم السلام"
کی شرح میں شیخ مفید کا کلام نقل کرنے کے
بعد لکھا ہے کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کئے جانے
کے بارے میں احادیث و روایات جو شیعوں اور
غیر شیعوں کی سندوں سے روایت کی گئی ہیں
وہ متواتر ہیں اور اصول کافی کے اس
نسخہ پر جو انہوں نے اپنے والد کے
سامنے پڑھا (اور اس پر ان دونوں کے
قلم کی تحریر ہے) کتاب فضل القرآن
کے خاتمہ پر جہاں امام جعفر صادقؒ کا
یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے کہ "جو قرآن
جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰)
آیتیں تھیں۔ علامہ مجلسی نے اپنے قلم سے لکھا
ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ
بہت سی صحیح حدیثیں صراحت کے ساتھ یہ بتلاتی ہیں
کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کی گئی ہے (اس

ومنهم العلامة المجلسي قال
في مرآة العقول في شرح باب انه
لم يجمع القرآن كله الا الائمة
عليهم السلام بعد نقل كلام
المفيد ما لفظه والاخبار من
طرق الخاصة والعامة في
النقص والتغيير متواترة و
بخطه على نسخة صحيحة
من الكافي كان يقرءها على
والده وعليها خطهما في
آخر كتاب فضل القرآن عند قول
الصادق القرآن الذي جاء به
جبرئيل على محمد سبعة عشر
الف آية " ما لفظه ، لا يخفى
ان هذا الخبر وكثير من
الاخبار الصحيحة صريحة
في نقص القرآن وتغييره وعندي
ان الاخبار في هذا الباب متواترة
معنى وطرح جميعها يوجب
رفع الاعتماد عن الاخبار رأسا
بل ظني ان الاخبار في هذا الباب

اور ہمارے انہی علماء کبار میں سے جنہوں نے
تحریف کی روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ
کیا ہے) ایک علامہ مجلسی بھی ہیں ، انہوں نے
اپنی کتاب "مرآۃ العقول" میں اصول کافی کے
باب " انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ علیہم السلام "
کی شرح میں شیخ مفید کا کلام نقل کرنے کے
بعد لکھا ہے کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کئے جانے
کے بارے میں احادیث و روایات جو شیعوں اور
غیر شیعوں کی سندوں سے روایت کی گئی ہیں
وہ متواتر ہیں اور اصول کافی کے اس
نسخہ پر جو انہوں نے اپنے والد کے
سامنے پڑھا (اور اس پر ان دونوں کے
قلم کی تحریر ہے) کتاب فضل القرآن
کے خاتمہ پر جہاں امام جعفر صادق کا
یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے کہ " جو قرآن
جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰)
آیتیں تھیں ۔ علامہ مجلسی نے اپنے قلم سے لکھا
ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ
بہت سی صحیح حدیثیں صراحت کے ساتھ یہ بتلاتی ہیں
کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کی گئی ہے (اس

شیعوں کے علمائے متقدمین اس کے قائل ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔

(۵) اثنا عشریہ کے بہت سے ان بلند پایہ علماء و مجتہدین نے جو شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں تحریف کی حدیثیں متواتر ہیں اور مذہب شیعہ کے ترجمان اعظم ملا باقر مجلسی کے بیان کے مطابق ان کی تعداد اثنا عشری مذہب کی اساس و بنیاد مسئلہ امامت کی حدیثوں سے کم نہیں ہے ان کو ناقابل اعتبار قرار دیکر نظر انداز کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے حدیث کے سارے ذخیرہ سے اعتماد اٹھ جائے گا اور امامت کا مسئلہ بھی بے بنیاد ہو جائے گا، کسی طرح اس کو ثابت نہیں کیا جاسکے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ علامہ نوری طبرسی کی اس کتاب "فصل الخطاب" کے مطالعہ کے بعد یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ کسی اثنا عشری شیعہ کے لئے اثنا عشری رہتے ہوئے قرآن میں تحریف کے عقیدہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس فرقہ کے جو لوگ تحریف کے عقیدہ سے انکار کرتے ہیں ان کے انکار کی کوئی توجیہ اس کے سوا نہیں کی جاسکتی کہ یا تو وہ تقیہ کرتے ہیں (جو اثنا عشری مذہب میں صرف جائز نہیں بلکہ واجب و فرض اور گویا جزو ایمان ہے) یا اپنے مذہب کی بنیادی کتابوں سے بھی ناواقف اور بے خبر ہیں۔

لہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اثنا عشری مذہب میں تقیہ کا کیا مقام ہے اور اس کی کیسی تاکید ہے اور اس کی کیا حقیقت ہے نیز ائمہ معصومین کے تقیہ کے واقعات معلوم کرنے کیلئے راقم سطور کی کتاب "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت" میں تقیہ کا بیان ص۲۳۸ سے ص۲۴۳ تک دیکھا جائے یہاں بھی صدوق ابن بابویہ قمی کے رسالہ اعتقادیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے

والتقية واجبة لا يجوز رفعها الى ان يخرج القائم فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن دين الله تعالى وعن دين الامامية وخالف الله ورسوله والائمة

(رسالہ اعتقادیہ مع اردو شرح احسن الفوائد ص۴۱۴ طبع گوجرانوالہ پاکستان)

تقیہ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک حضرت امام قائم (امام مہدی) کا ظہور ہو تو جو کوئی ان کے ظہور سے پہلے اس کو ترک کرے گا وہ اللہ کے دین سے اور امامیہ یعنی شیعہ اثنا عشریہ کے دین سے نکل جائے گا اور یقیناً اس عمل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کی اور ائمہ معصومین کی مخالفت کرے گا۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ "فصل الخطاب" کے مصنف یہ علامہ طبرسی تید دل کے بڑے عالی مقام محدث اور مجتہد تھے شیعی دنیا میں ان کو عظمت اور تقدس کا جو مقام حاصل تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۳۲۰ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کو نجف اشرف میں "مشہد مرتضوی" کی عمارت میں دفن کیا گیا۔ جو شیعہ حضرات کے نزدیک "اقدس البقاع" یعنی روئے زمین کا مقدس ترین مقام ہے جہاں صرف ایسے ہی شیعہ اکابر و مشائخ دفن ہو سکتے ہیں جن کو شیعی دنیا میں عظمت و تقدس اور مقبولیت کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو۔ اور ان کو ائمہ معصومین کا خاص درجہ کا وارث و نائب مانا جاتا ہو۔

کہ اثنا عشری کیلئے تحریف سے انکار اور اہلسنت کی طرح قرآن پر ایمان ازروئے عقل بھی ممکن نہیں

اثنا عشریہ کے عقیدہ تحریف قرآن کے بارے میں یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ ان کے ائمہ معصومین کی صریح و متواتر روایات اور ان کے متقدمین و متاخرین اکابر علماء و مجتہدین کے تحریری بیانات کی بنیاد پر عرض کیا گیا۔ اب آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ کسی اثنا عشری کے لئے اثنا عشری عقائد رکھتے ہوئے تحریف سے انکار اور اہلسنت کی طرح قرآن پر ایمان ازروئے عقل بھی ممکن نہیں ہے۔ اور اس کے سمجھنے کے لئے کسی خاص درجہ کی ذہانت اور باریک بینی کی بھی ضرورت نہیں ہے ہر معمولی عقل رکھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے غور فرمایا جائے۔

گزشتہ صفحات میں حضرات شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم) نیز ذی النورین حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بارے میں اثنا عشریہ کے ائمہ معصومین کی جو روایات اور ان کے اکابر علماء و مجتہدین کے جو بیانات ان کی کتابوں سے نقل کئے جا چکے ہیں ان سے معلوم ہو چکا ہے کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ کافر و منافق تھے اور اگلی

امتوں اور اس امت کے بھی خبیث ترین کافروں سے بدتر درجہ کے کافر تھے اور دوزخ میں سب سے زیادہ عذاب انہی پر ہوگا۔ اور گزشتہ صفحات ہی سے یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے اس زمانہ کے شیعوں کے امام اکبر روح اللہ خمینی صاحب نے حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے خاص رفقاء تمام اکابر صحابہ کے بارے میں اپنی فارسی تصنیف "کشف الاسرار" میں پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ بلکہ ڈھٹائی سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایک دن کے لئے بھی دل سے ایمان نہیں لائے تھے، بلکہ صرف حکومت اور اقتدار پر قبضہ کر لینے کی طمع اور ہوس میں منافقانہ طور پر اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو گئے تھے یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات میں برابر اپنے اسی مقصد کے لئے سازشیں کرتے رہے یہ ایسے بے کردار تھے کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے قرآن میں تحریف بھی کر سکتے تھے آیتیں کی آیتیں اس میں سے حذف اور غائب کر سکتے تھے۔ جھوٹی حدیثیں گھڑ کے لوگوں کو سنا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کسی وقت یہ لوگ محسوس کرتے کہ مسلمان رہ کر حکومت پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسلام سے رشتہ توڑ کے اور (ابوجہل و ابولہب وغیرہ کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے اور اسلام کے خلاف جنگ کر کے ہی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو یہ ایسا ہی کرتے اور اسلام کے کھلے دشمن ہو کر مقابلہ میں آ جاتے۔ [1]

حضرات خلفاء ثلاثہؓ اور ان کے رفقاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنے کے ساتھ اثنا عشریہ یہ بھی مانتے ہیں اور اسی پر نوحہ و ماتم بھی کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہی منافق لوگ (جو دل سے آپ کے، آپ کے اہل بیت کے اور آپ کے دین کے دشمن تھے) اپنی سیاسی کرتب بازی سے خلیفہ بن کر غاصبانہ اور ظالمانہ طور پر حکومت پر قابض ہو گئے، پھر خلافت پر قابض

---

[1] خمینی صاحب کی وہ عبارتیں جن میں یہ سب کچھ فرمایا گیا ہے ان کی تصنیف "کشف الاسرار" کے صفحہ نمبر ۱۱۳ و ۱۱۴ و ۱۵۵ پر دیکھی جا سکتی ہیں راقم سطور نے اپنی کتاب "ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت" میں بھی یہ عبارتیں نقل کر دی ہیں۔

ہو جانے کے بعد بھی یہ ایسے بد کردار ہیں کہ جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ زہرا پر بھی طرح طرح کے ظلم ڈھائے (ظاہر ہے کہ یہ انتہائی درجہ کی شقاوت تھی اور خمینی صاحب کے فرمانے کے مطابق یہ ظالم اپنے دورِ خلافت میں اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق کھلم کھلا قرآنی احکام کو انتہائی بے پروائی سے پامال کرتے رہے (کشف الاسرار صفحہ ۱۱۵ تا ۱۱۹)

اس سب کے ساتھ اثنا عشریہ یہ بھی مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورے ۲۴ سال تک (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک) بلا شرکتِ غیرے انہی لوگوں کا اقتدار رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین اور مسلمانوں کے فرمانروا کی حیثیت سے یہی سب کچھ کرتے رہے انہی کے اہتمام سے قرآن کتابی شکل میں مرتب اور شائع ہوا۔ جس شکل میں وہ آج ہمارے سامنے ہے، اب غور فرمایا جائے کہ جس فرقہ یا جس شخص کا عقیدہ حضرات خلفائے ثلٰثہ کے بارے میں وہ ہو جو اثنا عشریہ کا اوپر بیان کیا گیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ ان کے مرتب اور شائع کئے ہوئے قرآن کے بارے میں اس کا یہ ایمان و یقین ہو کہ یہ بعینہٖ وہی کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اور اس میں اس کو مرتب اور شائع کرنے والوں نے (جو منافق تھے اور جن کا کردار وہ تھا جو اثنا عشری عقیدہ کے مطابق اوپر بیان کیا گیا) اپنی نفسانی اغراض و خواہشات کے تقاضے سے کوئی تحریف کسی قسم کی قطع برید اور کمی یا زیادتی نہیں کی ہے؟ ظاہر ہے کہ ہر عقل رکھنے والا اس کا جواب یہی دیگا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ ملحوظ رہے کہ ایمان اس یقین اور اس قلبی تصدیق کا نام ہے جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہ ہو، جس طرح کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد شک شبہ کا امکان نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا درجہ تو بہت اعلیٰ و بالا ہے حضرات خلفائے ثلٰثہ کے بارے میں وہ عقیدہ رکھنے کے ساتھ جو اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے۔ قرآن کے بارے میں کسی درجہ کا اعتبار بھی نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ کو کسی بھی قانون دان بلکہ کسی بھی باشعور انسان کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ یہی جواب دیگا۔

حاصلِ کلام

اثنا عشریہ کے عقیدہ تحریف قرآن کے بارے میں یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا اس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اثنا عشری مذہب کی بنیادی اور مستند کتابوں میں شیعوں کے ائمہ معصومین کے ارشادات اور ان کے اکابر و اعاظم علماء و مجتہدین کی تصنیفات کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہی ہے کہ موجودہ قرآن محرّف ہے اس میں ہر طرح کی تحریف اور قطع و برید ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں ان کے لئے از روئے عقل بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کو یقین کے ساتھ تحریف و تبدیل سے محفوظ بعینہٖ وہ کتاب اللہ مان سکیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کریم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی حضرات خلفائے ثلثہ اور ان کے رفقاء، تمام اکابر صحابہ کے بارے میں ان کے عقیدہ نے قرآن پر ایمان ان کے لئے ناممکن بنا دیا ہے لہٰذا اب جو شیعہ علماء و مجتہدین تحریف کے عقیدہ سے انکار اور موجودہ قرآن پر ہم اہل سنت ہی کی طرح ایمان کا اظہار کرتے ہیں، ان کے اس رویّہ کی کوئی معقول اور قابل قبول توجیہ اس کے سوا نہیں کی جاسکتی کہ یہ ان کا تقیہ ہے جو شیعہ مذہب میں ان کے امام غائب (مہدی) کے ظہور کے وقت تک فرض و واجب اور گویا جزوِ ایمان ہے، اس کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مشائخ متقدمین میں سے "الجامع الکافی" کے مؤلف ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی اور "الاحتجاج" کے مؤلف احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی وغیرہ ان سب مشائخ متقدمین کو جن کا ذکر "فصل الخطاب" میں علامہ نوری طبرسی نے مدعیان تحریف کی حیثیت سے کیا ہے اور اسی طرح اپنے علمائے متاخرین میں ملا باقر مجلسی سید نعمت اللہ الجزائری، علامہ قزوینی شارح اصول کافی اور علامہ نوری طبرسی جیسے ان سب حضرات کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ موجودہ قرآن کے محرّف ہونے کے قائل ہیں بلکہ اس عقیدہ کے علمبردار ہیں، اور جنہوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔

حالانکہ ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن کے محرّف ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ قرآن پر ایمان سے محروم ہے اس کا شمار تو مومنین میں بھی نہ ہونا چاہیئے۔